بینک دولت پاکستان

زری پالیسی سے متعلق فیصلہ

29 ستمبر 2009ء

زری پالیسی کے فیصلے کو متاثر کرنے والے حالات اور پہلو ایک ملی جلی تصویر پیش کرتے ہیں۔ ہر چند کہ گرانی (سال بسال) اور توازن ادائیگی کی کیفیت بہتر ہوئی ہے تاہم مالیاتی اور حقیقی پیداوار کے شعبے کی کارکردگی تسلی بخش نہیں۔ ملکی مالی بازار مناسب انداز میں چل رہے ہیں تاہم نجی شعبے کو قدرے کم قرضے ملے ہیں۔ مستقبل کے نقطہ نظر کے مطابق بیرونی جاری حسابات میں متوقع بہتری اور عالمی معاشی بحالی کے آثار پاکستانی معیشت کے لیے نیک شگون ہیں۔ لیکن بجلی کی قلت اور مالیاتی صورتحال جیسے معاملات پر محدود پیش رفت سے رجائیت کچھ کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پچھلے چند مہینوں کے رجحان سے گرانی کی کیفیت بھی بہت اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ ان حالات میں خطرات کے توازن کا جھکاؤ کسی حد تک غیر یقینی صورتحال کا شکار ہے۔

اگست 2009ء میں گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت اور قوزی گرانی دونوں مزید کم ہوئیں۔ اول الذکر 10.7 فیصد رہی جبکہ قوزی گرانی کا غیر غذائی غیر توانائی پیمانہ سال بسال بنیاد پر 12.6 فیصد تھا۔ مالی سال 10ء کے پہلے دو مہینوں کے دوران گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں 1.5 فیصد سے زائد کا ماہانہ اضافہ ابھی تک خاصا زیادہ اور باعث تشویش ہے۔ اس ماہانہ اضافے کے ساتھ غذائی اشیا کی رسدی صورتحال کے حوالے سے انتظامی مسائل اور زر اعانت ختم کرنے کے لیے بجلی کی قیمت میں متوقع اضافے کے آئندہ مہینوں کے دوران ملکی گرانی پر اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافہ بھی گرانی کے لیے ایک ملفوف خطرہ ہے۔

بہرحال صارف اشاریہ قیمت میں رمضان کے اثرات کی ممکنہ موجودگی، خصوصاً غذائی باسکٹ میں، اور چند اشیا کا غیر متناسب حصہ حالیہ ماہانہ گرانی کی توضیح کرنے میں احتیاط کا متقاضی ہے۔ اسی طرح بجلی اور تیل جیسے لاگتی دھچکوں کے گرانی پر اثرات استعداد سے کم معاشی سرگرمیوں اور مجموعی طلب میں سست اضافے کی بنا پر غیر مؤثر ہو سکتے ہیں۔ مزید برآں جب تک استحکام کا پروگرام درست طور پر چل رہا ہے، گرانی کی توقعات کے قابو میں رہنے کا امکان ہے۔ اگرچہ امکان ہے کہ گرانی میں طویل مدتی کمی کا سلسلہ جاری رہے گا تاہم جیسا کہ ہمارے پچھلے اعلان میں کہا گیا، آئندہ خطرات پر نظر رکھنی پڑے گی۔

معیشت کے اندر مجموعی طلب کا گرتا ہوا دباؤ درآمدات میں مسلسل اور وسیع البنیاد کمی کی صورت میں صاف دیکھا جا سکتا ہے۔ کارکنوں کی مسلسل بھرپور ترسیلات کی وجہ سے درآمدات کی نمو میں یہ کمی اگست 2009ء میں بیرونی جاری حسابات میں 8 کروڑ 20 لاکھ ڈالر کی فاضل رقم پر منتج ہوئی ہے بلکہ جولائی تا اگست م س 10ء کا مجموعی بیرونی جاری حسابات کا خسارہ بھی جو 52 کروڑ 70 لاکھ ڈالر ہے پچھلے اندازوں سے خاصا کم ہے۔

اسی طرح بین الاقوامی درجہ بندی ایجنسیوں کی جانب سے پاکستانی معیشت کے حوالے سے سازگار جائزوں کی بنا پر آنے والی رقوم کا جز دان اب مثبت ہے: م س 10ء کے پہلے دو ماہ میں 5 کروڑ 50 لاکھ ڈالر آئے۔ یہ رقم اور اس کے ہمراہ آئی ایم ایف سے آنے والی رقوم، جس میں اعانت میزانیہ (ساڑھے 74 کروڑ ڈالر) اور اسپیشل ڈرائنگ رائٹس میں اضافہ (لگ بھگ ایک ارب 20 کروڑ ڈالر) دونوں کی مد میں رقوم شامل ہیں اور براہ راست بیرونی سرمایہ کاری جو پہلے سے کم لیکن کافی مقدار میں ہوئی، ان سب کی وجہ سے بیرونی مالی کھاتے کی صورتحال بہت بہتر ہو گئی۔ نتیجے کے طور پر اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر 28 ستمبر 2009ء کو بڑھ کر 10.9 ارب ڈالر ہو گئے، جو م س 10ء کے آغاز کے مقابلے میں 1.8 ارب ڈالر زیادہ ہے، اور اس کی عکاسی یکم جولائی تا 19 ستمبر 2009ء کے دوران خالص بیرونی اثاثوں میں 123.6 ارب روپے کے اضافے سے ہوتی ہے۔ اس سے معیشت میں سیالیت کی صورتحال کو بہتر بنانے میں مدد ملی ہے اور بازار مبادلہ میں استحکام آیا ہے۔

ادائیگیوں کے توازن کی صورتحال میں یہ بہتری آئی ایم ایف کے سوا دیگر سرکاری رقوم کی آمد میں کمی کے باوجود آئی ہے۔ مذکورہ رقوم کے نہ ملنے سے مالیاتی انتظام میں مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں کیونکہ مالیاتی شعبے کو پہلے ہی بجٹ میں اخراجات اور محاصل دونوں کے حوالے سے خاصے دباؤ کا سامنا ہے کیونکہ مالی سال 09ء میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 5.2 فیصد رہا

ہے جو کہ مقررہ ہدف سے 0.9 فیصدی درجے زیادہ ہے۔

عبوری اعداد وشمار کے مطابق یکم جولائی تا 19 ستمبر مالی سال 10ء کے دوران حکومت نے اسٹیٹ بینک سے 106.6 ارب روپے کا قرضہ لیا ہے، جس سے مذکورہ سہ ماہی میں کمزور مالیاتی صورتحال کی عکاسی ہوتی ہے۔ حکومت نے یہ قرض گیری اس حقیقت کے باوجود کی ہے کہ وزارت خزانہ نے سہ ماہی کی نیلامی کے لیے مقررہ 325 ارب روپے کے ہدف کے مطابق مالی سال 10ء کی پہلی سہ ماہی میں ہونے والی چھ نیلامیوں میں 333 ارب روپے حاصل کیے ہیں۔ تاہم مالکاری کے دباؤ کے ساتھ ساتھ شرح ہائے سود کا بڑھنا اور سیالیت کی سخت صورتحال گردشی نوعیت کی ہے اور اس کا اہم سبب ماہ رمضان اور عید کا تہوار ہے۔ توقع ہے کہ آنے والے مہینوں میں مذکورہ رجحانات میں تبدیلی، گندم کی مالکاری کے قرضوں کی واپسی اور بیرونی رقوم کی آمد میں اضافے سے منڈی میں سیالیت کی صورتحال بہتر ہوجائے گی۔

کاروباری ماحول کی بحالی اور نجی شعبے کے لیے قرضوں کی دستیابی کے بغیر معیشت کے حقیقی شعبے کی پائیدار بحالی ممکن نہیں جبکہ اس شعبے کی ترقی کا دارومدار دیگر عوامل کے علاوہ بجلی کی قلت کے خاتمے پر ہے۔ مزید برآں، نجی شعبے کی جانب سے سرمایہ کاری میں انجماد معیشت میں پیداوار کو متاثر کرسکتا ہے جس کے گرانی پر منفی اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ تاہم، گردشی قرضوں کے مسئلے کے حل کے لیے کیے جانے والے حالیہ اقدامات کے نتیجے میں آئندہ مہینوں کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ معیشت بتدریج مستحکم ہورہی ہے لیکن گرانی کو کچھ خطرات لاحق ہیں۔ مزید برآں، جاری مالیاتی استحکام کے نتائج کے بارے میں غیر یقینی کیفیت، بجلی کے مسئلے کے حل اور سرکاری بیرونی رقوم کی آمد کے اوقات کو مدنظر رکھتے ہوئے بے حد احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ اس لیے اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی اور 13 فیصد کی سطح برقرار رہے گی۔ ان مسائل سے ہی آئندہ مہینوں میں اسٹیٹ بینک کے پالیسی اقدامات کا تعین ہوگا۔

زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) کی تشکیل پر مزید پیش رفت کرتے ہوئے، اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز نے نورکنی کمیٹی کو حتمی شکل دے دی ہے۔ اسٹیٹ بینک کے گورنر سید سلیم رضا اور ڈپٹی گورنر یاسین انور، اسٹیٹ بینک کے تین ایگزیکٹوز ریاض ریاض الدین (اقتصادی مشیر)، اسد قریشی (ایگزیکٹو ڈائریکٹر، شعبہ مالی بازار و انتظام ذخائر) اور حمزہ علی ملک (ڈائریکٹر شعبہ زری پالیسی) کمیٹی کے اندرونی ارکان ہوں گے۔ اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی نمائندگی مرزا قمر بیگ اور طارق سعید سہگل کریں گے جبکہ حفیظ پاشا اور شاہد کاردار بیرونی ارکان کی حیثیت سے شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی نومبر 2009ء سے غور وخوض شروع کرے گی۔ زری پالیسی کمیٹی کو اسٹیٹ بینک کے قانونی فریم ورک سے ہم آہنگ کرنے اور اسے مکمل طور پر خودمختار بنانے کے لیے ایس بی پی ایکٹ میں ترامیم پہلے ہی قانون سازی کے لیے بھجوادی گئی ہیں۔ ان ترامیم کو قانونی شکل دیے جانے تک زری پالیسی کمیٹی اپنی سفارشات کی منظوری اسٹیٹ بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز سے حاصل کرے گی۔